سوال

(19)اعضاء اور زخموں میں قصاص کا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

اعضاء اور زخموں میں قصاص کا حکم

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!
الحمد لله، والصلاة والسلام علیٰ رسول الله، أما بعد!

جسمانی اعضاء اور زخموں کا قصاص لینا کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنفَ بِالْأَنفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ... ٤٥ ... سورة المائدة

"اور ہم نے یہودیوں کے ذمے تورات میں یہ بات مقرر کردی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔[1]

صحیحین میں یہ واقعہ موجود ہے کہ سیدہ ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دانت توڑنے کے واقعے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"كِتَابُ اللهِ الْقِصَاصُ"

"کتاب اللہ میں اللہ کا قانون قصاص ہے۔[2]

جس شخص سے جان کا قصاص لینا درست ہے اس سے اعضاء اور زخموں کا قصاص لینا بھی درست ہے بشرطیکہ اس میں مذکورہ شرائط موجود ہوں۔

1۔ یعنی جسے زخم لگایا گیا ہو یا جس کا کوئی عضو کاٹ دیا گیا ہو وہ شخص نے قصور ہو۔

2۔ جنایت کرنے وال مکلف ہو۔

3۔ مظلوم (آزادی اور غلامی میں) جنایت کرنے والے کے برابر کا ہو اور جنایت کرنے والا باپ دادا، نانا نہ ہو۔ اور جس شخص سے جان کا بدلہ لینا درست نہیں اس سے زخم کا یا عضو

کے کاٹ دینے کا بدلہ لینا بھی درست نہیں۔ اس باب میں یہی قاعدہ چلتا ہے مثلاً: باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا یا زخمی کر دیا تو قصاص نہیں۔

جو صورتیں جان کے قصاص کو واجب قرار دیتی ہیں وہی صورتیں عضاء کے قصاص کو واجب قرار دیتی ہیں یعنی جنایت کرنے والا عمداً جنایت کا مرتکب ہو لہٰذا "شبہ عمد" یا "خطا" کی صورت میں زخموں اور اعضاء میں قصاص نہیں۔ اعضاء میں قصاص کی صورت یہ ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان ہاتھ کے بدلے ہاتھ ٹانگ کے بدلے ٹانگ دائیں عضو کے بدلے دایاں عضو اور بائیں عضو کے بدلے بایاں عضو ہے جنایت کرنے والے نے جس کے دانت توڑے ہیں قصاص میں بھی اسی قسم کے دانت توڑے جائیں گے۔ آنکھ پپوٹا اوپر یا نیچے والا کاٹا گیا یا زخمی کیا گیا تو قصاص میں مجرم کا بھی وہی پپوٹا کاٹا یا زخمی کیا جائے گا۔ اسی طرح ہونٹ اوپر والا ہو یا نیچے والا قصاص میں مجرم کا بھی وہی ہونٹ کاٹا یا زخمی کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ" "اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔"[3]

انگلی کے بدلے وہی انگلی کاٹی جائے گی جو جگہ اور نام میں اس سے مشابہ ہے اور ہتھیلی کے بدلے ہتھیلی کاٹی جائے گی جو اس کے مشابہ ہے داہنی کے بدلے ہتھیلی کے بدلے داہنی ہتھیلی اور بائیں ہتھیلی کے بدلے بائیں ہتھیلی اور کہنی بھی اسی طرح دائیں کے بدلے دائیں اور بائیں کے بدلے بائیں کاٹی جائے گا۔ اور شرم گاہ کے بدلے شرم گاہ کاٹی جائے گا کیونکہ ان اعضاء کی حد بندی ہے اور حد سے تجاوز کیے بغیر قصاص لینا ممکن بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ" "اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔"[4]

مجرم سے عضو میں قصاص لینے کی تین شرائط ہیں:

1۔ عضو کے زیادہ ٹوٹنے یا اس کے زیادہ کٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو یعنی قصاص میں مجرم کا کوئی عضو جوڑ سے کاٹنا ہو یا اس کی کوئی حد ہو جہاں جا کر ختم ہو تو وہ ٹھیک ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو اس میں قصاص لینا جائز نہیں لہٰذا ایسے زخم میں قصاص نہیں جس زخم کے لگانے کا اثر منتہی ہو، مثلاً: جائفہ یعنی ایسا زخم جس کا اثر پیٹ کے اندر تک ہو۔ دانت کی ہڈی کے سوا پنڈلی ران یا بازو کی ہڈی توڑنا ہو۔ اس میں بھی مماثلت کا امکان نہیں لہٰذا قصاص نہیں البتہ دانت کی ہڈی میں قصاص ممکن ہے کہ جنایت کرنے والے کا مطلوبہ دانت ریتی وغیرہ سے رگڑ کر اتنا اتار دیا جائے جتنا دانت اس نے توڑا تھا۔

2۔ قصاص میں ظالم اور مظلوم دونوں کے عضو کے نام اور جگہ میں مماثلت کا بھی لحاظ کیا جائے گا۔ ہاتھ پاؤں آنکھ اور کان وغیرہ اعضاء میں سے دایاں دائیں کے بدلے اور بایاں بائیں کے بدلے کاٹا جائے گا برعکس نہ ہو گا۔ کیونکہ ہر حصے اور عضو کی ایک خاص منفعت ہے اور خاص نام ہے لہٰذا دایاں اور بایاں حصہ دونوں مساوی نہیں ہو سکتے۔ ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی ساتھ والی انگلی کے برابر نہیں ہو سکتی جو انگلی کاٹی جائے گی قصاص میں بھی وہی انگلی کاٹ دی جائے گی اسی طرح قصاص میں اصلی عضو کے بدلے میں کسی کا کوئی زائد عضو نہیں کاٹا جائے گا۔

3۔ ظالم اور مظلوم دونوں کے عضو صحیح یا مریض ہونے میں اور کامل یا ناقص ہونے میں برابر ہوں۔ لہٰذا کامل اور صحت مند ہاتھ یا ٹانگ کے بدلے میں ظالم کا بیمار یا ناکارہ ہاتھ ٹانگ نہیں کاٹی جائے گی۔ پوری انگلیوں اور پورے ناخن والا ہاتھ یا پاؤں کے بدلے میں نہیں کاٹا جائے گا۔ اس میں دیت ہو گی۔ قصاص میں دیکھنے والی اور نہ دیکھنے والی آنکھ یا بولنے والی اور نہ بولنے والی زبان برابر نہیں۔ اس صورت میں اگر مظلوم چاہے تو اپنے کامل عضو کے بدلے مجرم کا ناقص عضو کاٹ کر قصاص لے سکتا ہے ورنہ دیت قبول کر لے۔

زخموں میں قصاص:

ہر وہ زخم جو ہڈی تک اثر کر جائے اس میں قصاص ہے کیونکہ اس میں کمی و بیشی کے بغیر پورا پورا بدلہ لینے کی صورت ممکن ہے مثلاً: سر چہرے کا ایسا زخم جس سے ہڈی ننگی ہو جائے یا بازو پنڈلی ران اور قدم کا زخم ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَالجُروحَ قِصاصٌ" "اور خاص زخموں کا بھی بدلہ ہے۔"[5]

جو زخم ہڈی تک نہ پہنچ پائے اس میں قصاص بھی نہیں مثلاً: سر وغیرہ کا معمولی زخم یا پیٹ کا گہرا زخم اس میں کمی بیشی ضرور ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لا قود فی المأمومة ولا فی الجائفة، ولا فی المنقلة"

"مامومہ، جائفہ اور منقلہ میں قصاص نہیں۔"[6]

یادرہے! مامومہ سے مراد ایسا زخم ہے جو دماغ تک پہنچ جائے۔ جائفہ وہ زخم ہے جو پیٹ کے اندر تک پہنچے اور منقلہ وہ زخم ہے جس سے سر پھٹ جائے اور ہڈی سرک جائے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "زخموں میں قصاص کتاب اللہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع سے ثابت ہے بشرطیکہ دونوں شخصوں میں مساوات ہو۔ اگر کسی نے سر پھوڑدیا تو قصاص میں بھی سر پھوڑا جائے گا۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو۔ مثلاً: کسی نی اندرونی ہڈی توڑدی۔ یا سر میں زخم لگایا جو گہرا نہ تھا اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت واجب ہے۔[7]

ہاتھ لاٹھی یا کوڑے وغیرہ کی ضرب میں قصاص سے متعلق شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اہل علم کی ایک جماعت کی یہ رائے ہے کہ اس میں قصاص نہیں بلکہ تعزیر ہے۔ خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے مذکورہ صورتوں میں قصاص ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر فقہائے کرام سے یہی منقول ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی وارد ہے۔ اور (ہمارے ہاں) یہی نقطہ نظر درست ہے۔[8]

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں اپنے عمال کو اس لیے نہیں بھیج رہا کہ وہ لوگوں کو ماریں۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جس نے ایسا کیا میں اس سے قصاص لوں گا۔ اور میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصاص کے لیے خود اپنے آپ کو پیش کرتے تھے۔"[9] اس کا مطلب یہ ہے کہ (حاکم سے) قصاص تب لیا جائے گا جب حاکم کسی کو ناجائز سزا دے۔ اگر جائز سزا ہو تو اس میں بالاجماع قصاص نہیں۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "شافعیہ، حنفیہ، مالکیہ اور متاخرین حنابلہ وغیرہ کا یہ مسلک ہے کہ تھپڑ اور ضربہ (مارنے) میں قصاص نہیں۔ بعض نے اس پر اجماع کا دعوی نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ قول قیاس صریح نصول اور اجماع صحابہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِن عاقَبتُم فَعاقِبوا بِمِثلِ ما عوقِبتُم بِهِ ﴿١٢٦﴾... سورة النحل

"اور تم اگر بدلہ لو تو بالکل اتنا ہی بدلہ لو جتنا صدمہ تمھیں پہنچا گیا ہے۔"[10]

"مظلوم کو چاہیے کہ تھپڑ کے بدلے تھپڑ رسید کرے۔ اور اسی جگہ پر مارے جہاں پر مارا گیا تھا اور ویسی ہی چیز سے ضرب لگائے جس چیز سے اسے ضرب لگائی گئی۔ یہی طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور خلفائے راشدین کا بھی یہی عمل ہے اور قیاس کا بھی یہی تقاضا ہے۔"[11]

ایک شخص کا قصاص پوری جماعت سے لینے کا بیان

اگر لوگوں کی ایک جماعت مل کر ایک شخص کو ارادتاً ظلماً قتل کردے تو ان سب سے قصاص لیا جائے گا۔ علماء کی صحیح رائے کے مطابق مقتول کے بدلے میں سب قتل کیے جائیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

يـٰأَيُّهَا الَّذينَ ءامَنوا كُتِبَ عَلَيكُمُ القِصاصُ فِى القَتلَى الحُرُّ بِالحُرِّ وَالعَبدُ بِالعَبدِ وَالأُنثىٰ بِالأُنثىٰ فَمَن عُفِىَ لَهُ مِن أَخيهِ شَىءٌ فَاتِّباعٌ بِالمَعروفِ وَأَداءٌ إِلَيهِ بِإِحسـٰنٍ ذٰلِكَ تَخفيفٌ مِن رَبِّكُم وَرَحمَةٌ فَمَنِ اعتَدىٰ بَعدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذابٌ أَليمٌ ١٧٨ وَلَكُم فِى القِصاصِ حَيوٰةٌ يـٰأُولِى الأَلبـٰبِ لَعَلَّكُم تَتَّقونَ ١٧٩ ... سورة البقرة

"اے یمان والوں! تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے آزاد آزاد کے بدلے غلام غلام کے بدلے اور عورت عورت کے بدلے ہاں! جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی۔ جائے تو اسے معروف طریقے سے اتباع (دیت کا مطالبہ) کرنا چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے تمھارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد بھی سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔ عقل مندو! قصاص میں تمھارے لیے زندگی ہے اس باعث تم (قتل ناحق سے) رکوگے۔"[12] میں عموم ہے۔

اور صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا اس مسئلے میں اجماع ہے جناب سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ "سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات افراد کو ایک آدمی کے قصاص میں اس سے قتل کروادیا تھا کہ وہ سب ایک آدمی کو دھوکے سے قتل کرنے میں شریک تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "اگر صنعاء شہر کے سارے باشندے اس آدمی کے قتل میں شریک ہوتے تو میں سب کو قتل کردیتا۔"[13]

علاوہ ازیں دیگر صحابہ کرام سے بھی ثابت ہے کہ ایک آدمی کے قتل میں انھوں نے ایک سے زیادہ افراد جو قتل میں شریک تھے سب کو قتل کیا ہے۔ اس مسئلے کی مخالفت کسی صحابی سے منقول نہیں لہذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین کا اس پر اجماع تھا۔

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "ایک آدمی کے قتل میں شریک پوری جماعت کو قتل کرنے پر صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین اور اکثر فقہائے کرام عظام کا اتفاق ہے اگرچہ یہ قصاص ظاہری ضابطہ (ایک شخص کے بدلے میں ایک شخص کو قتل کیا جائے) کے خلاف ہے لیکن اس میں حکمت اور مقصد یہ ہے کہ دوسروں سے قصاص نہ لینا ناجائز خونریزی میں تعاون کا ذریعہ نہ بن جائے۔"[14]

علامہ ابن رشد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قتل کا بدلہ قتل معاشرے میں خونریزی کو روکنے کے لیے ہے جیسا کہ قرآن مجید نے اس پر تنبیہ کی ہے۔ اگر ایک فرد کے قتل میں شریک جماعت کو قتل نہ کیا جائے تو قتل وغارت کا خطرناک دروازہ کھل جائے گا کہ کسی بھی آدمی کو قتل کرنے کے لیے متعدد افراد اس لیے ایکا کرلیں گے کہ انھیں قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا نیز زجز توبیخ کا مقصد تبھی حاصل ہوگا اور مقتول کے ورثاء کی تسلی تبھی ہوگی جب قتل میں شریک تمام افراد سے قصاص لیا جائے گا۔"[15]

ایک فرد کے قتل میں شریک جماعت کے تمام افراد کو تب قتل کیا جائے گا جب ہر ایک نے ایسا کام کیا ہو جس سے آدمی قتل ہو جائے۔ اگر ہر شخص کا انفرادی عمل جان لینے کا موجب نہ ہو لیکن وہ سب باہمی مشورے میں شریک تھے اور کچھ افراد نے قتل کیا تو سب سے قصاص لینا واجب ہوگا کیونکہ قتل میں ہر ایک دوسرے کا معاون تھا۔

اگر ایک شخص نے کسی کو مجبور کیا کہ فلاں کو قتل کردو چنانچہ اس نے مجبوری میں اسے قتل کردیا تو مجبور کرنے والے اور جسے مجبور کیا گیا ہے دونوں کو قصاص میں قتل کیا جائے گا بشرطیکہ دونوں میں قصاص کی مذکورہ جملہ شرائط موجود ہوں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قاتل نے خود کو زندہ رکھنے کے لیے قتل کیا ہے باقی رہا مجبور کرنے والا تو وہ قتل کا سبب بنا ہے۔

جس نے بچے یا دیوانے شخص کو حکم دیا کہ فلاں شخص کو قتل کردو اور اس نے قتل کردیا تو اس صورت میں قصاص صرف اسی شخص سے لیا جائے گا۔ جس نے قتل کا حکم دیا ہے کیونکہ اس میں قاتل حکم دینے والے کا آلہ بنا ہے۔ نیز بچہ اور دیوانہ شرعاً مکلف نہیں۔ اس لیے ان سے قصاص بھی نہیں لیا جائے گا۔

اسی طرح اگر کسی نے ایسے عاقل وبالغ شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا جسے یہ علم نہ تھا کہ مسلمان کو قتل کرنا حرام ہے جیسا کوئی شخص غیر مسلم ملک میں پیدا ہوا اور اسے احکام شریعت سے واقفیت نہیں۔ اگر اس نے مقرر شخص کو قتل کردیا تو قصاص صرف اسی سے لیا جائے گا۔ جس نے حکم دیا کیونکہ وہی قتل کا سبب بنا ہے۔ باقی رہا قاتل تو وہ عدم علم کی وجہ سے معذور سمجھا جائے گا۔ اگر مامور شخص عاقل وبالغ ہو اور حرمت قتل سے واقف ہو تو اگر وہ کسی کو قتل کردے گا تو اس سے قصاص لیا جائے گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق"

"خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں۔"[16]

یادرہے حکم دینے والا بادشاہ ہو یا مالک یا کوئی اور شخص حکم دینے والے کو وقت و حالات کے مطابق عبرتناک سزا دی جائے گی کیونکہ یہ شخص گناہ کے ارتکاب کا سبب ثابت ہوا ہے۔

اگر ایک شخص کو عمداً قتل کرنے میں دو آدمی شریک تھے لیکن ایک میں وجوب قصاص کی شرائط موجود نہیں دوسرے میں وہ شرائط پائی جاتی ہیں تو دوسرے شخص سے قصاص لیا جائے گا کیونکہ وہ قتل میں شریک ہے پہلے سے نہیں کیونکہ اس میں قصاص نہ لیے جانے کا سبب موجود ہے۔

جس نے کسی کو پکڑ کر رکھا حتی کہ دوسرے نے اسے قتل کر دیا تو قاتل کو قصاص میں قتل کیا جائے گا پکڑنے والے کو جیل میں قید رکھا جائے گا حتی کہ وہ وہیں مر جائے۔[17]

جس طرح چند افراد مل کر ایک شخص کو قتل کر دیں تو سب سے قصاص لیا جاتا ہے اسی طرح اگر کچھ افراد مل کر کسی کو زخم لگائیں یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیں گے تو ان سب کو زخم لگایا جائے گا یا عضو کاٹنے کی صورت میں سب کا وہی عضو کاٹا جائے گا جو انھوں نے مل کر کاٹا تھا اور یہ معلوم کرنا مشکل ہے کہ اس جرم میں کس نے کتنا حصہ لیا۔ مثلاً: کچھ لوگوں نے ایک شخص کے ہاتھ پر تیز دھار آلہ رکھا۔ پھر انھوں نے مل کر زور لگایا جس سے ہاتھ کٹ گیا تو اسی طرح ان تمام مجرموں کے ہاتھ کاٹ دیے جائیں گے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دو آدمیوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گواہی کی بنیاد پر ملزم کا ہاتھ کاٹ دیا تھوڑی دیر کے بعد وہ دونوں ایک اور شخص کو پکڑ کر لے آئے اور کہا: اصل چور تو یہ ہے پہلے شخص کے بارے میں ہم سے غلطی سرزد ہو گئی تھی سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے شخص کے خلاف دونوں گواہی رد کر دی اور پہلے شخص پر غلط الزام لگانے کی وجہ سے ان دونوں پر دیت عائد کر دی اور فرمایا:

"لو علمت أنكما تعمدتما لقطعتكما"

"اگر مجھے علم ہوتا کہ تم نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو میں تم دونوں کے ہاتھ کاٹ دیتا۔"[18]

کسی عضو پر جنایت کی وجہ سے اس کا اثر دوسرے عضو تک پہنچ جائے یا اس کے نتیجے میں جان چلی جائے تو یہ اثر بھی جنایت میں شامل سمجھا جائے گا کیونکہ جس چیز کی ذمے داری قبول کی جائے گی اس کے اثرات کی ذمے داری بھی اس میں شامل ہوتی ہے مثلاً: اگر ایک انگلی کاٹی پھر زخم خراب ہو جانے کی وجہ سے دوسری انگلی یا اس کا پورا ہاتھ ضائع ہو گیا تو قصاص میں پورا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور کسی چھوٹی جنایت کے نتیجے میں جان ضائع ہو گئی تو قصاص واجب ہو گا۔

کسی عضو یا زخم میں اس وقت تک قصاص لینا درست نہیں جب تک وہ درست نہ ہو جائے کیونکہ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

"أن رجلا جرح، فأراد أن يستقيد، فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يستقاد من الجارح حتى يبرأ المجروح"

"ایک شخص کو زخمی کر دیا گیا۔ جب مظلوم نے بدلہ لینا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع کر دیا کہ وہ تندرست ہونے سے پہلے بدلہ لے۔"[19]

اس میں حکمت یہ ہے کہ ممکن ہے مظلوم کا زخم خراب ہو جائے اور وہ خرابی آگے سرایت کر جائے جس کی وجہ سے پورا عضو ناکارہ ہو جائے یا اس کی جان چلی جائے۔ اگر اس نے زخم کے لگنے کے فوراً بعد قصاص لے لیا۔ پھر بعد میں اس کے زخم نے سارے عضو کو ضائع کر دیا تو اسے مزید قصاص نہیں دلوایا جائے گا کیونکہ اس نے قصاص لینے میں جلد بازی سے کام لیا ہے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

" قضی رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فی رجل طعن رجلا بقرن فی رجلہ " , فقال : یارسول اللہ أقدنی, فقال لہ رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ : " لا تعجل حتی یبرأ جرحک " , قال : فأبی الرجل إلاأن یستقید, " فأقادہ رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ منہ " , قال : فعرج المستقید, وبرأ المستقاد منہ, فأتی المستقید إلی رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقال لہ : یارسول اللہ, عرجت وبرأ صاحبی, فقال لہ رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ : " ألم آمرک ألا تستقید حتی یبرأ جرحک فعصیتنی ؟ , فأبعدک اللہ وبطل جرحک "

"ایک شخص نے دوسرے کے گھٹنے کی ہڈی میں نیزے کا بھالا ماردیا مضروب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا :مجھے قصاص چاہیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جلدی نہ کرجب تندرست ہوگا تب قصاص لے لینا لیکن اس نے قصاص لینے پر اصرار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قصاص دلوادیا جس نے قصاص لیا تھا وہ لنگڑا ہوگیا اور جس سے قصاص لیا گیا تھا وہ تندرست ہوگیا۔ چند دن بعد وہ آیا اور کہا : میں تو لنگڑا ہوگیا ہوں اور میرا صاحب ٹھیک ہوگیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں نے منع کیا تھا کہ زخم درست ہونے سے پہلے بدلہ نہ لو لیکن تونے میری بات نہ مانی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے تیرے لنگڑے پن کو باطل قرار دے دیا ہے۔ "[20]

ان احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری شریعت محاسن کا مجموعہ ہے۔ اس کے جملہ احکام عدل و رحمت پر مشتمل ہیں اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۱۱۵ ... سورة الانعام

"آپ کے رب کا کلام سچائی اور انصاف کے اعتبار سے کامل ہے اس کے کلام کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ "[21]

ستیاناس ہو اس قوم کا جو ان بہترین احکام کے بدلے طاغوتی اور من گھڑت بلکہ ظالمانہ احکام کا نفاذ چاہتے ہیں "بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا" "ایسے ظالموں کا کیا ہی برا بدل ہے۔ "[22]

---

[1]۔ المائدہ: 5:45۔

[2]۔ صحیح البخاری الصلح باب الصلح فی الدیۃ حدیث 2703۔ و صحیح مسلم القسامۃ باب اثبات القصاص فی الاسنان ومافی معناھا حدیث 1675۔

[3]۔ المائدہ: 5۔45۔

[4]۔ المائدہ: 5۔45۔

[5]۔ المائدہ: 5۔45۔

[6]۔ سنن ابن ماجہ الدیات باب مالاقود فیہ حدیث 2637۔

[7]۔ مجموع الفتاوی 1/475۔

[8]۔ ملاحظہ کیجیے سابقہ حوالہ۔

[9]۔ مسند احمد: 1/41 باختصار و مجموع الفتاوی 28/379۔380۔

[10]۔ النحل: 16۔126۔

[11]۔ اعلام الموقعین: 1/294۔

[12]۔ البقرۃ: 2/179۔178۔

[13]۔ صحیح البخاری الدیات باب اذا اصاب قوم من رجل حدیث 6896۔

[14]۔ اعلام الموقعین 3/128۔

[15]۔ بدایۃ المجتہد: 2/710۔

[16]۔ مسند احمد 1/131۔ والمصنف لابن ابی شیبہ السیر باب فی امام السریہ یا مرھم بالمعصیہ من قال لا طاعۃ لہ 6/549 حدیث 33706۔ واللفظ لہ۔

[17] ۔ مؤلف علیہ السلام نے جیل میں قید رکھنے کی کوئی دلیل ذکر نہیں کی۔

[18]۔ صحیح البخاری الدیات باب اذا اصاب قوم من رجل ھل یعاقب او ینقص منھم کلھم ؟ قبل حدیث 6896۔ معلقاً۔

[19]۔ (ضعیف) سنن الدار قطنی 3/87 حدیث 3092۔

[20]۔ مسند احمد 2/217۔

[21]۔ الانعام: 6۔115۔

[22] الکھف 18۔50۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

قرآن وحدیث کی روشنی میں فقہی احکام ومسائل

قصاص اور جرائم کا بیان: جلد 02: صفحہ 384